رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

الفضل

روزنامہ قادیان

THE DAILY

AL FAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

تارکا پتہ الفضل قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ [illegible]
ششماہی [illegible]
سہ ماہی [illegible]

قیمت فی پرچہ ایک آنہ
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند [illegible]

جلد ۲۴ | مورخہ ۱۸ شوال ۱۳۵۵ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲ جنوری ۱۹۳۷ء | نمبر ۱۵۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۱ دسمبر ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کھانسی اور نزلہ کی شکایت زیادہ ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں ؛

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛

سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم رابع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ابھی بخار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں ؛

ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب کو آج بخار کی وجہ سے زیادہ تکلیف رہی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے ؛

۳۰ دسمبر بعد دوپہر جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے اپنے فرزند ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب ایم۔ اے کی دعوت ولیمہ میں بہت سے احباب کو مدعو کیا اور ۳۱ دسمبر بعد نماز مغرب شیخ فضل الرحمٰن صاحب اختر نے اپنے ولیمہ کی دعوت دی ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ترکِ لغویات کے بغیر گریہ و زاری کی عادت تعلق باللہ کی کوئی علامت نہیں

مجرد خشوع ۔ اور گریہ و زاری کہ جو بغیر ترک لغویات ہو کچھ فخر کرنے کی جگہ نہیں ۔ اور نہ یہ قرب الٰہی اور تعلق باللہ کی کوئی علامت ہے۔ بہت سے ایسے فقیر میں نے بچشم خود دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں۔ کہ کسی دردناک شعر کے پڑھنے یا دردناک نظارہ دیکھنے یا دردناک قصہ کے سننے سے اس جلدی سے ان کے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ بعض بادل اس قدر جلدی سے اپنے موٹے موٹے قطرے برساتے ہیں۔ کہ باہر سونے والوں کو رات کے وقت فرصت نہیں دیتے۔ کہ اپنا بستر بغیر تر ہونے کے اندر لیجا سکیں۔ لیکن میں اپنی ذاتی شہادت سے گواہی دیتا ہوں کہ اکثر ایسے شخص میں نے بڑے مکار ۔ بلکہ دنیاداروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں۔ اور بعض کو میں نے ایسے خبیث طبع اور بددیانت

اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے۔ کہ مجھے ان کی گریہ و زاری کی عادت ۔ اور خشوع و خضوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے۔ کہ کسی مجلس میں ایسی رقت اور سوز و گداز ظاہر کروں ۔ ہاں کسی زمانہ میں خصوصیت سے یہ نیک بندوں کی علامت تھی۔ مگر اب تو اکثر یہ پیشہ مکاروں ۔ اور فریب دہ لوگوں کا ہو گیا ہے۔ سبز کپڑے بال سر کے لمبے ۔ ہاتھ میں تسبیح آنکھوں سے دمبدم آنسو جاری لبوں میں کچھ حرکت گویا ہر وقت ذکر الٰہی زبان پر جاری ہے۔ اور ساتھ اس کے بدعت کی پابندی ۔ یہ علامتیں اپنے تقویٰ ظاہر کرتے ہیں۔ مگر دل مجذوم محبت الٰہی سے محروم الا ماشاء اللہ ۔ وہ لوگ میری اس تحریر سے مستثنیٰ ہیں جن کی ہر ایک بات بطور جوش اور حال کے ہوتی ہے۔ نہ بطور تکلف اور تابع کے

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

۵

حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کی خرید و فروخت ناپسندیدہ امر ہے

اللہ تعالیٰ بھلا کرے مولانا ابوالعطاء صاحب کا کہ انہوں نے الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کی عام اشاعت کے متعلق روشنی ڈال کر ایک ضروری امر کی طرف جماعت کو متوجہ کیا۔ اس کے متعلق ذیل میں خاکسار بھی اپنی ایک شہادت پیش کرتا ہے۔

۱۸۹۹ء یا ۱۹۰۰ء کا ذکر ہے کہ خاکسار حضرت والد صاحب میاں حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم و مغفور کے ہمراہ دارالامان آیا۔ ایک دن والد صاحب مرحوم جب نماز فجر کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حسب معمول حاضر ہوئے تو خاکسار کو بھی ہمراہ لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت زنانخانہ میں مسجد مبارک کے ساتھ کی چھوٹی کوٹھڑی کے برابر والے دالان میں تشریف فرما تھے۔ حضور غالباً ایک تخت یا پلنگ پر تشریف رکھتے تھے۔ سامنے ایک میز پر بہت سی کتب رکھی تھیں ہم ایک چارپائی پر بیٹھ گئے۔ دوران گفتگو میں حضرت والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے حضور کا فوٹو خریدا ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تعجب سے فرمایا۔ اچھا آپ نے بھی خریدا ہے۔ ہمارا یہ تو منشاء نہ تھا۔ کہ دوست اس کو خرید کر اپنے پاس رکھیں۔ اچھا اگر آپ نے خرید لیا ہے تو کہیں ڈال چھوڑیں یہ اگرچہ مفہوم ہے۔ لیکن اس میں غالب حصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کا ہے

خاکسار :- محب الرحمٰن سکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ لاہور

مسٹر راگھون ایڈیٹر روزنامہ "پیپل" کا افسوسناک انتقال

لاہور کے روزنامہ "پیپل" کے ایڈیٹر مسٹر جی۔ ایس۔ راگھون کا انتقال صحافتی حلقہ میں بہت رنج کا موجب ہؤا ہے۔ آپ بہترین اخبار نویسوں میں سے تھے۔ آپ کے افسوسناک انتقال نے ہندوستان کے میدان صحافت سے ایک اور اعلیٰ صحیفہ نگار کو کم کر دیا ہے ؛

مسٹر راگھون ہندوستان کے مشہور انگریزی اخبارات مثلاً "بمبئی کرانیکل" "ہندوستان ٹائمز" "ہندو ھیرالڈ" اور اخبار "پاؔئنیر" وغیرہ میں نہایت عمدگی اور قابلیت کے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ صحافتی قابلیت کے ساتھ وسعت خیال اور بالغ نظری آپ کی زندگی کے نمایاں وصف تھے

ہمیں اس افسوسناک حادثہ میں مرحوم کے ورثاء اور "پیپل" کے ادارہ تحریر سے دلی ہمدردی ہے ؛

قَدْ مَاتَ عیسیٰ

از جناب حسن صاحب رہتاسی

خدا کے مونہہ کی تھا اک بات عیسیٰ — نہ تھا ہرگز خدا کی ذات عیسیٰ

بشر تھا اس لئے محتاج تھا وہ — نہیں تھا قاضی الحاجات عیسیٰ

میسر تھی نہ سر رکھنے کو کٹیا — سیاحت میں رہا دن رات عیسیٰ

خدا ہو کر کبھی انسانوں کے ہاتھوں — رہا تکلیف میں ہیہات عیسیٰ

نبی لایا نہ تھا کوئی شریعت — سنا تا تھا یہی تورات عیسیٰ

اگر کچھ بھی خدائی اس میں ہوتی — نہ ہوتا داخل اموات عیسیٰ

اگر زندہ بھی تھا تو مر چکا ہے — کہے دیتی ہیں تیس آیات عیسیٰ

جو آنا تھا وہ آ کر جا چکا ہے — تمہیں معلوم ہے حضرات عیسیٰ

محمدؐ کے غلاموں سے بھی بڑھ کر — بجا لایا نہ تھا خدمات عیسیٰ

ابوالقاسمؐ کے درجہ کو نہ پہنچیں — اگر ہر چرخ پر ہوں سات عیسیٰ

تو پھر جب قد خلت دونوں پہ آیا
محمدؐ شد نہاں قد مات عیسیٰ

تبلیغ کے متعلق ایک ضروری اعلان

ایسے دیہات اور چھوٹے چھوٹے گاؤں جو شہروں سے دور یا نزدیک ہوں اور ان میں ایک عرصہ سے کوئی مبلغ نہ پہنچا ہو۔ وہاں کی جماعتیں [illegible] کرکے جلد دفتر دعوۃ و تبلیغ میں اطلاع دیں ؛

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مد نظر کہ ملک کی صورت حالات پر مستقل تعمیری سرگرمیوں کی متقاضی ہے۔ جماعت احمدیہ کی روحانی اور اقتصادی ترقی کے لئے ایک جامع پروگرام تیار کیا ہے اور ایک سہ سالہ سکیم جاری کر رکھی ہے جس کی سب سے بڑی شقوں میں سے ایک شق جماعت کی اقتصادی ترقی ہے۔

اس سکیم کو شاندار طور پر کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ اس کا مقابلہ دوسرے ممالک کی نئی تحریکوں اور پنج سالہ تجاویز سے کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی اس تحریک جدید نے جماعت احمدیہ میں اتحاد اور تعاون کی ایک تازہ روح پیدا کر دی ہے نجاری آہنگری اور بوٹ سازی کے سکولوں کا اجراء اور ان کے شعبہ ہائے تجارت نے نہایت شاندار

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کا ذکر اخبار "سٹیٹسمین" میں

اخبار سٹیٹسمین (۳۱ دسمبر) نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۳۶ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پہلی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ قادیان میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر امام جماعت احمدیہ نے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے تقریر کرتے ہوئے صنعتی اقدامات کے متعلق تحریک جدید کے پروگرام اور اس کی ترقیات کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے اس یقین کے

تحصیل گوجر خاں میں احمدی امیدوار اسمبلی

یہ خبر سنکر احباب خوش ہونگے کہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کی سیٹ کے لئے محمد فضل خاں صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی پنجاب اسمبلی کے لئے بطور امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ اس حلقہ کے تمام احمدی احباب کو ان کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ اور دعاؤں میں بھی انہیں یاد رکھنا چاہیئے ؛

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ شوال ۱۳۵۵ھ

ہندوستان کی اقتصادی مشکلات اور مروّجہ طریقۂ تعلیم

کئی بار اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے۔ کہ ہندوستان کا موجودہ طریقۂ تعلیم ملک کی اقتصادی ضروریات کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے نونہالانِ ملک کی جسمانی اور دماغی قوّتوں۔ اور صلاحیتوں کو مفلوج بنا رہا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ وُہ ان نوجوانوں میں جو سکولوں۔ اور کالجوں سے فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں۔ جہد للبقاء۔ اور کشمکشِ حیات کی کوئی خاص اہلیت نہیں پیدا کرتا۔ بلکہ صریح طور پر انہیں ناقابل اور ناکارہ بنا رہا ہے۔ اور یہ ایک ایسی حقیقت نفس الامری ہے جس سے مادرِ وطن کا ہر سمجھدار فرزند آگاہ ہے۔

اور اس کی خواہش ہے۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ اس طریقۂ تعلیم کی اصلاح کی جائے۔ اور تعلیم و تربیت کا ایسا طریق رائج ہو۔ جو ملک کی اقتصادی ضروریات کو پورا کرے۔ تا کہ ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں بیکاری کی بڑھتی ہوئی وبار کا جس کے متعدد اسباب میں سے ایک سبب یقیناً موجودہ ناقص طریق تعلیم بھی ہے۔ انسداد ہو سکے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ باوجود اس بات کے کہ مرکزی حکومت۔ اور صوبجاتی حکومتوں کو اس امر کا احساس ہو چکا ہے۔ ابھی تک عملی طور پر اس طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ ہندوستان کے مشہور ماہر اقتصادیات سر تیج بہادر سپرو نے حال میں پنجاب یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقعہ پر موجودہ ناقص طریقۂ تعلیم کو بدلنے کے متعلق جن قیمتی افکار کا اظہار کیا ہے۔ اور جن تجاویز کو پیش کیا ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ نئے آئین کے ماتحت پنجاب میں قائم ہونے والی حکومت انہیں اپنے آئندہ دورِ سیاسی میں بطور لائحہ عمل پیش نظر رکھے۔ اور جیسا کہ سر سپرو نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے۔ آئندہ دورِ سیاسی میں قائم ہونے والی صوبجاتی حکومتوں کی قابلیت اور عدم قابلیت کا معیار اسی بنا پر قائم ہوگا۔ کہ وُہ کس حد تک ملک کے اقتصادی مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہوتی ہیں اور ان کی اصلاحی سکیمیں کہاں تک بار آور ثابت ہوتی ہیں:۔

سر تیج بہادر سپرو نے اپنے ایڈریس میں حکومت کو اس نہایت اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بلاشبہ عام باشندگان ہند کے خیالات و احساسات کی ترجمانی کی ہے۔ آپ نے اس ضمن میں ایک اور اہم امر کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ جس کی طرف سے ہندوستان کی یونیورسٹیاں اور سیاستیین ملک۔ اس وقت تک نہایت افسوسناک غفلت شعاری کا ثبوت دیتے رہے ہیں۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ ملک کے تمدن کی ترقی کے لئے ملکی زبانوں کو ترقی دینا ضروری ہے چنانچہ آپ نے کہا۔ میں دوسری غیر ملکی زبانوں کے سکھائے جانے کے خلاف احتجاج نہیں کرتا۔ بلکہ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ ہم جتنی غیر ملکی زبانیں سیکھیں گے۔ ہمارے دل و دماغ اور معلومات وسیع ہونگے۔ لیکن میں اس امر کو فراموش نہیں کر سکتا۔ کہ ہمارا بہترین تمدنی کام ہماری اپنی زبان میں ہی ہو سکتا ہے۔ اور ہوتا رہا ہے۔ اگر تمام ملک کو غیر ملکی زبان نہیں سکھائی جا سکتی تو دوسری قوم کی زبان میں اپنے تمدن کو ترقی یافتہ نہیں دیکھا جا سکتا ضرورت ہے۔ کہ ہندوستان کی یونیورسٹیاں اپنی توجہ کو زیادہ سے زیادہ اس امر کی طرف مبذول کریں۔ اور ملکی زبانوں کو طلباء میں ہر دلعزیز بنائیں۔ اس وقت تک یونیورسٹیوں کے طلباء کی ملکی زبانوں کی طرف سے بے اعتنائی کی وجہ یہی ہے۔ کہ وُہ اس طرف بہت کم توجہ دے رہی ہیں۔ اور یہ ایک ایسی صورتِ حالات ہے۔ جس پر کوئی ہندوستانی افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا:۔

علاوہ ازیں معزز مقرر نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی۔ کہ تعلیم کا مناسب طریق وہی ہو سکتا ہے۔ جس میں طلباء کی مختلف صلاحیتوں۔ اور ان کے مذاق کا پُورا پُورا لحاظ رکھا جائے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے جس کی طرف سے ہندوستان کی کم و بیش تمام یونیورسٹیاں اس وقت تک غافل رہی ہیں۔

سر سپرو نے بیان کیا۔ کہ ایک ایسا طریقۂ تعلیم جس میں مختلف صلاحیتوں کا خیال نہیں کیا جاتا۔ جو ان سب کو ایک ہی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا جس میں اس بات کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ کہ کونسا طالب علم اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہے۔ اور کون صنعت یا پیشہ کا مذاق رکھتا ہے یونیورسٹی کی تعلیم کی بنیاد کے طور پر موزون طریقۂ تعلیم نہیں ہے۔ گزشتہ سال میں نے انگلستان اور دوسرے ممالک کے ثانوی سکولوں کے طریقۂ تعلیم کو دیکھا۔ جس سے میں نے محسوس کیا ہے۔ کہ ہمارا طریق تعلیم ملک کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے:۔

آپ نے مسئلۂ بیکاری پر بھی اظہار خیال کیا۔ اور اس امر کی طرف توجہ دلائی۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ میں سے بیکاری کو دُور کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ سارے طریقۂ تعلیم کی از سر نو تنظیم کی جائے۔ اور اس کے ساتھ تعلیمی اصلاح اور جدید طریقہ پر گھریلو صنعتیں قائم کی جائیں:۔

غرض سر سپرو نے اپنے ایڈریس میں باشندگان پنجاب کو ایسے اہم مسائل کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو موجودہ وقت میں تمام ملک کی توجہات کا مرکز بنے ہُوئے ہیں۔ اور جن کی طرف آنے والی صوبائی حکومتوں کو جلد سے جلد متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ امید ہے۔ کہ پنجاب کی آئندہ حکومت کے ارباب بست و کشاد اپنی پہلی فرصت میں ان مسائل کی طرف متوجہ ہو کر ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اس نہایت اہم معاملہ میں سبقت لے جا کر دوسرے صوبوں کے لئے نمونہ قائم کر دیں گے:۔

احرار نے مسجد فروشی کا اقرار کر لیا

احرار نے مسجد شہید گنج کے متعلق جو شرمناک اور غدارانہ رویہ اختیار کیا۔ اگرچہ اس نے ان کی مٹی پلید کر کے رکھدی۔ اور وُہ مسلمانوں کی کسی مجلس میں موُنہہ دکھانے کے قابل نہ رہے لیکن حیرت ہے۔ کہ انتخاب میں کامیابی کے لئے اب وہ اپنا سب سے بڑا کارنامہ یہ پیش کر رہے ہیں۔ کہ انہوں نے مسجد شہید گنج کی واگزاری کی تحریک کو کامیاب نہ ہونے دیا چنانچہ احرار کے جنرل سکرٹری مسٹر مظہر علی کے حسب ذیل الفاظ روزانہ اخبار پارس نے شائع کئے ہیں۔ کہ:۔ ”ہم کسی سے ڈرنے والے نہیں۔ ہم صاف کہتے ہیں۔ کہ ہم نے شہید گنج تحریک نہیں چلنے دی“

گویا دوسرے لفظوں میں احرار نے ”مسجد فروشی“ کا اعتراف کر لیا ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس کی قیمت بھی مسلمانوں سے اس رنگ میں وصول کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے ایک دو نمائندے جو اسمبلی کے امیدوار ہیں۔ انہیں کامیاب بنایا جائے حالانکہ یہ ایسا موقعہ ہے۔ جبکہ احرار کو اپنی غداری کا پورا پورا خمیازہ اٹھانے کے لئے تیار رہنا چاہیئے [illegible]

فلسفۂ طریق نمازِ اسلامی

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تقریر

۲۶ر دسمبر ۱۹۳۶ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے فلسفۂ طریق نماز پر جو تقریر فرمائی - اس کی پہلی قسط درج ذیل کی جاتی ہے

اسرارِ شریعت کا دریافت کرنا نفع مند ہے

اللہ تعالےٰ کی پاک ذات حکیم علیم اور خبیر ہے - اس کے سب کام حکمت سے پُر ہیں - چونکہ دینِ اسلام کے تمام احکام کسی انسانی اختراع کا نتیجہ نہیں - بلکہ اسی حکیم خدا کے احکام ہیں جو ہمارا خالق اور مالک ہے - اس واسطے تمام اسلامی اعمال جن میں نماز بھی شامل ہے - اپنے اندر بیش بہا حکمتیں رکھتے ہیں - جو انسان کے جسم و جان اور روح کے واسطے بے انتہا برکتوں اور فضلوں کا موجب ہیں - خواہ ہم ان حکمتوں اور فائدوں سے باخبر ہوں یا نہ ہوں - لیکن جب ہم ان پر عمل کرتے ہیں تو ان سے یقینی طور پر فائدہ حاصل کرتے ہیں - اس میں شک نہیں - کہ ایک صادق اور مخلص مسلمان احکامِ شریعت کو ایمان بالغیب کے طور پر مان کر ان پر عمل کرتا ہے - وہ اس امر کا محتاج نہیں - کہ اس کی حکمتوں اور رازوں اور فلسفوں سے اس کو آگاہ کیا جائے - اس کے واسطے یہی بس ہے - کہ یہ اس کے خدا کا حکم ہے - بلکہ ابتدائی مخاطبوں کا اور خود حضرت سرورِ کائنات کا امّی ہونا - اور فلسفہ و حکمت و سائنس کے علوم سے بے خبر ہونا اور ایسے ملک میں پیدا ہونا جہاں علوم و فنون کا کچھ چرچا نہ تھا - خود اس امر کی زبردست دلیل ہے - کہ یہ کلام انسان کا نہیں - اور اللہ پاک کا ہے مگر آج تیرہ سو سال سے سائنس کی ترقیات کوئی ایسا قانون نہیں ظاہر کر سکیں - جو قرآنی احکام کے خلاف پڑتا ہو - بلکہ اگر حکمت نے کبھی کسی زمانہ میں

قرآن شریف کے کسی حکم کی مخالفت بھی کی تو تاریخ دنیا شاہد ہے - کہ بالآخر علمِ حکمت پر اپنی غلطی ثابت ہو گئی - اور قرآن شریف کی صداقت قائم رہی - پس علوم سائنس اور سائیکالوجی اور علوم تمدن و سیاست و علوم قانون اجتماع جس قدر دنیا میں ترقی کرتے جائیں گے - اسی قدر اسلام کی خوبیاں اور شریعت اسلام کی فضیلت لوگوں پر زیادہ سے زیادہ مبرہن اور روشن ہوتی جائے گی -

گو ایک مومن مسلمان کے واسطے یہ ضروری نہیں - کہ وہ ان رازوں اور حکمتوں کو جانے - لیکن ان کا تلاش کرنا اور علم حاصل کرنا مذہب اسلام کے خلاف بھی نہیں اسلام ذہن و عقل کو مٹاتا نہیں - بلکہ اس میں ترقی اور روشنی پیدا کرتا ہے - اسی سبب سے ہم قرآن شریف میں کئی جگہ اس قسم کے ارشادات پڑھتے ہیں

(۱) ان فی ذالک لاٰیات لقوم یعقلون
تحقیق اس میں عقلمندوں کے لئے نشانات ہیں

(۲) کذالک یبین اللّٰہ لکم اٰیاتہ لعلکم تعقلون
اسی طرح اللہ تعالےٰ تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے - تاکہ تم عقل کرو -

(۳) وذکریٰ لاولی الالباب
اور یہ ایک نصیحت ہے عقل والوں کے لئے

(۴) قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر افلا تتفکرون - انہیں کہہ دو کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہوتے ہیں - کیا تم کچھ سوچ نہیں کرتے -

(۵) ان فی ذالک لاٰیۃً لاولی النّھیٰ
یقیناً اس میں نشان ہیں - البتہ عقل والوں کے لئے -

(۶) ھل فی ذالک قسمٌ لذی حجر
کیا اس میں قسم ہے عقلمندوں کے لئے

غرض قرآن شریف میں بہت جگہ انصاف کے لئے لوگوں کی عقل سے اپیل کی گئی ہے - اور کوئی اسلامی مسئلہ مخالف عقل نہیں - گو یہ ممکن ہے کہ بعض باتیں بعض کوتاہ عقل لوگوں کی عقل سے بالا ہوں اور ان کی سمجھ وہاں تک نہ پہونچ سکے اگرچہ عام طور پر اسلامی مسائل کو قرآن شریف خود ہی ایسے آسان طریقہ سے بدلائل مستحکم کرتا اور سمجھاتا ہے - کہ معمولی عقل والوں کو بھی اس کے تسلیم کرنے سے چارہ نہیں - بلکہ عقل کی تعریف میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دین المرء عقلہ من لا عقل لہ لا دین لہ - انسان کا دین اس کی عقل ہے جس کو عقل نہیں اس کا دین نہیں - ہاں اس میں بھی شک نہیں کہ دنیوی عقل سطحی ہے - اور یہ ضروری نہیں کہ دنیوی عقل والا دین میں بھی پورے طور پر عاقل ہو -

غرض اسرار شریعت میں غور کرنا اور ان کا دریافت کرنا مومن کے واسطے ترقی دانش و ازدیاد ایمان کا موجب ہے -

طریق عبادت سے امتیاز مذاہب

آج دنیا میں مذاہب بہت ہیں - پھر ہر ایک مذہب کے کئی ایک فرقے ہیں ان کے ایک دوسرے سے امتیاز اور شناخت کے واسطے ان کا اختلاف عقائد اور زندگی کے بعض ظاہری رسوم بھی ہیں لیکن ایک بڑا ذریعہ امتیاز ان کا طریق عبادت بھی ہے - ہر ایک مذہب کے لوگ اپنی نماز کے واسطے کچھ علیحدہ طریقہ اختیار کرتے ہیں - عبادت کی عظمت اور ضرورت ہر مذہب میں ایک تسلیم شدہ امر ہے - اس میں شک نہیں - کہ ایک سچا مومن اپنی نیت کو پاک اور صاف کر کے اپنے تمام افعال اور تمام حرکات اور تمام سکنات کو عبادت کے اندر داخل کر لیتا ہے جیسا کہ حضرت سرور انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت باری تعالیٰ سے خطاب ہوا قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین لوگوں کو کہہ دو - کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے - سو عبادت کے معنی وسیع ہیں - لیکن اس مضمون میں میرا مقصد اس عبادت سے ہے جو ہر مذہب میں اللہ تعالےٰ کی حمد کرنے اور اس کے آگے اپنی التجا پیش کرنے کا مقرر طریق ہے - اور جسے اسلامی اصطلاح میں نماز اور ہندوؤں میں پوجا کہتے ہیں

مقصدِ حیات

اسلامی نماز میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ انسان کی زندگی کے مقصد کو پورا کرتی ہے ہم جو اس دنیا میں پیدا کئے گئے تو اس لئے نہیں کہ کھائیں پئیں اور لذاتِ دنیا سے چند سال حظ حاصل کر کے مر جائیں - بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک خاص مقصد کے واسطے اس دنیا میں پیدا کیا ہے - اور وہ مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خالص عبد بن جائیں - اس کی رضا حاصل کریں - اور اس کے ساتھ پوری موافقت پیدا کریں - اسلام چاہتا ہے کہ ہمارا یہ مقصد زندگی ہمیں اسی عالم میں نصیب ہو جائے - اور ہم بامراد ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوں - نماز اس مقصد کو حاصل کرنے کے واسطے ایک بڑا ذریعہ ہے

انکشافِ عالمِ ثانی

علوم روحانی کے عارف اس راز سے بخوبی واقف ہیں - کہ اس عالم کا انکشاف اس عالم سے علیحدگی اور دوری کو چاہتا ہے - عام لوگوں کے واسطے عموماً پہلی رات کے خواب کی نسبت صبح کا خواب زیادہ صاف اور روشن ہوتا ہے - جس کا سبب یہ ہے کہ رات بھر کے سو رہنے سے انسان دنیا اور اس کے خیالات سے دور ہو جاتا ہے - اور اس سے قلب میں ایک صفائی پیدا ہوتی ہے یہی راز ہے کہ مجذوبین پر غیب کی باتیں منکشف ہو جاتی ہیں - کیونکہ وہ اس دنیا کے خیالات کو ترک کر کے اس سے باہر ہو چکے ہوتے ہیں

ترکِ دنیا

ترکِ دنیا پر جو ایک عارفانہ مضمون حضرت مکرم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے ۱۰ر نومبر ۱۹۳۶ء کے الفضل میں شائع کیا ہے اس میں سے چند سطریں میں اس جگہ نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں - فرماتے ہیں :- ترکِ دنیا چونکہ ایک زینہ ہے محبت الٰہی کے حاصل کرنے کا اور بغیر اس کے ترک کئے نہ معرفت پیدا ہوتی ہے نہ عشق پیدا ہوتا ہے نہ دعا کا اعلیٰ درجہ

نہ پیغمبروں کی کامل اتباع نصیب ہوتی ہے۔ نہ نفس فنا ہوتا ہے۔ نہ القائے الہٰی (یعنی الہام اور تائیدات خداوندی) نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے راہ سلوک میں پہلی منزل یہی قرار دی جاتی ہے۔ اگر کوئی اس پر راضی نہ ہو۔ تو پھر بہتر ہے۔ کہ وہ ہنٹنڈے سے پہلے سٹیشن سے ہی واپس چلا جائے۔ کیونکہ اس راہ میں بہت تلخیاں ہیں۔ اور وہ یار بغیر ان تلخیوں کے حلاوت ایمان اور لذت عشق۔ اور لطف وصال۔ یعنی دنیا میں جنت۔ اور آخرت کی جنت یعنی اپنا دائمی قرب۔ اور دائمی رضا دیتا ہی نہیں۔ ایک تلخی ان چار نعمتوں کی قیمت ہے۔ پس کون ہے وہ بدبخت جو ایسی عظیم الشان اور لذیذ مٹھائیوں۔ اور میووں اور لذتوں کے بدلے ایک گولی کونین کے کھانے سے انکار کرے .... مومن کی ترک دنیا کی کیفیت یہ ہے۔ کہ گو وہ دنیا میں ہی رہتا ہے۔ مگر ہمیشہ دنیا سے علیحدہ رہتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے ایک سودا کر لیتا ہے۔ اور وہ سودا یہ ہوتا ہے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کی جانیں۔ اور اُن کے مال خرید لئے۔ تاکہ اس کے عوض اُن کو جنت دی جائے۔ اس لئے کہ مومن کو دنیا فانی نظر آتی ہے۔ اور ہر چیز یہاں کی آنی جانی دکھائی دیتی ہے۔ اور ہر سکھ یہاں کا آخر دکھ میں منتقل ہوتا معلوم ہوتا ہے اور عمر انسانی کو زوال ہے۔ اور کوئی آرام اور راحت یہاں کی پائیدار اور جاودانی نہیں ہے۔ عزیز بیٹے اور بیوی اور والدین۔ اور دوست سب مر جانے والے ہیں۔ اور نعمتیں ایسی ہیں۔ کہ اول تو حسب مراد سب ملتی ہی نہیں۔ پھر ملتی ہیں۔ تو ان کے ساتھ طرح طرح کے نقصانات لگے ہوئے ہیں .... ترکِ دنیا کے یہ معنی ہیں۔ کہ دنیا کو بالکل اپنے دل سے اُتار دو۔ اور جو حصہ اختیار کرو وہ مجبوراً۔ اور اتنا جو ضروری ہو۔ اور جس کے بغیر تمہاری زندگی اور تمہارا کام قائم نہ رہ سکے۔ اور اس کی جگہ مقدم کر لو دین کو۔ اور صرف دین کو۔ اور دنیا کو صرف ایک خادم دین کی حیثیت سے رکھو۔ نہ کہ اپنے نفس کی خادم یا اپنی جورو بنا کر یا آقا بنا کر۔ یا خدا بنا کر؟ جب کہ ثابت ہو گیا۔ کہ ترک دنیا ضروری ہے اس امر کے واسطے۔ کہ انسان اپنے خدا سے ملے۔ تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ کس مذہب میں طریق عبادت۔ اور نماز ایسی ہے۔ جو انسان کو دنیا کے دھندوں اور جھگڑوں سے بچا کر اللہ تعالیٰ کی طرف بکلی متوجہ کر دیتا ہے:۔

مہاراجہ صاحب کی پوجا

جب حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ریاست کشمیر میں شاہی طبیب تھے۔ اُن ایام کے حالات کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک دن میں نے دیکھا۔ کہ مہاراجہ صاحب کے وزیر اعظم بہت سی مسلیں لئے ہوئے مہاراجہ صاحب بہادر کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے معلوم تھا۔ کہ یہ وقت مہاراج کی پوجا کا ہے۔ میں نے وزیر صاحب سے کہا۔ کہ اس وقت تو مہاراجہ صاحب پوجا میں ہیں۔ آپ مسلیں کہاں لئے جاتے ہیں۔ وزیر صاحب ہنسے۔ اور کہنے لگے۔ مولوی صاحب آپ کو کیا معلوم پوجا کس طرح ہوتی ہے۔ یہی وقت تو سرکار کی فرصت کا ہے۔ کیونکہ سرکار چپ چاپ ایک چوکی پر بیٹھے رہتے ہیں۔ بالکل فارغ ہوتے ہیں۔ اور پنڈت صاحبان سرکار کے ارد گرد منتر پڑھتے رہتے ہیں۔ اور پوجا کے مراسم ادا کرتے رہتے ہیں۔ ہم مسلیں پیش کر کے احکام صادر کراتے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہو جاتا ہے۔ اور پوجا بھی ہو جاتی ہے:۔

بدھوں کا چرخہ

بدھ مذہب کے لوگ کسی چلتی ندی کے کنارے ایک چرخہ سا گاڑ دیتے ہیں۔ ندی کے پانی کے زور سے وہ چرخہ چلتا رہتا ہے۔ غالباً وہ اُس چرخہ کے ساتھ کچھ کلام لکھ کر باندھ دیتے ہیں۔ جس کثرت سے وہ پھرتا ہے۔ اتنی ہی زیادہ ان کی عبادت ہو جاتی ہے۔ چرخہ ندی کے کنارے پھرتا رہا۔ وہ گھر میں بیٹھے چائے پیتے رہے۔ بس عبادت ہو گئی:۔

پارسیوں کا آتشکدہ

پارسی لوگ آتشی شیشہ کے ذریعہ سورج سے آگ لے کر اپنے مندر میں جلا دیتے ہیں۔ جب تک وہ آگ جلتی رہے۔ ان کی عبادت ہوتی رہتی ہے:۔

ایک دفعہ ایک معزز پارسی ریل میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم سفر ہوئے۔ حضرت نے دل میں سوچا۔ کہ آج اچھا موقعہ ملا ہے۔ ہم اس سے پارسی مذہب کے حالات معلوم کریں گے۔ اس خیال سے آپ نے اس سے گفتگو شروع کی۔ اور دریافت کیا۔ کہ آپ ہمیں اپنے مذہب کے کچھ حالات سنائیں۔ وہ کہنے لگا۔ سنئے صاحب۔ ہم تو انجنیئر ہیں۔ اپنا کام بڑی عمدگی سے سرانجام دیتے ہیں۔ اور روپے کماتے ہیں۔ اور اپنی کمائی میں سے ایک حصہ اپنے مذہب کے ملاّ کو ماہ بماہ ادا کرتے ہیں۔ جس کو دستور کہتے ہیں۔ تاکہ وہ کھانے پینے کے فکر سے آزاد ہو کر مذہبی کاموں کو پورا کرے۔ پس ہمارے حصہ کا جو مذہبی کام ہے۔ اسے دستور پورا کرتا ہے وہی مسجد میں جاتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے کتابیں دیکھتا ہے۔ عبادت کرتا ہے۔ مذہب کے متعلق ہمارا جو کام ہے۔ سب وہ کر دیتا ہے۔ اور ہم اس کا کام کر دیتے ہیں۔ کہ اس کی ضروریات زندگی کے واسطے روپے ہم پہونچا دیتے ہیں۔ اس واسطے ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ کہ مذہب میں کیا ہوتا ہے۔ اور کیا نہیں ہوتا۔ آپ ہم سے انجنیری کے متعلق جو کچھ دریافت کریں۔ ہم بتلانے کے واسطے طیار ہیں مذہب کے متعلق کچھ بتلا نہیں سکتے:۔

یہ تو پارسیوں کی عبادت کا حال ہے:۔

عیسائیوں کی نماز

اب رہی عیسائیوں کی نماز۔ سو وہ بھی دیکھا گیا ہے۔ کہ نماز پڑھتے ہوئے لوگ باہر آتے۔ اندر جاتے۔ ایک دوسرے سے بات۔ اور اشارے کرتے رہتے ہیں۔ مگر ان کی نماز میں کوئی حرج واقعہ نہیں ہوتا۔ ان سب کے خلاف اسلامی نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ۔ اور دنیا سے انقطاع کی ایک مشق کرائی جاتی ہے۔

انقطاع الی اللہ

سب سے اول نمازی کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے۔ جو تصویری زبان میں بے تعلقی۔ اور بیزاری کی علامت ہے۔ جب کسی پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ تم نے یہ بُرا کام کیا۔ تو وہ کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے۔ کہ میرا تو اس کام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح مومن نماز شروع کرنے سے دنیا و مافیہا سے بیزاری اور بے تعلقی کا اظہار کر کے اور دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر اپنے رب کے دربار میں جا کھڑا ہوتا ہے۔ اس وقت اس کو بلاؤ۔ تو وہ بولتا نہیں۔ اس کا نام لے کر آواز دو۔ تو جواب نہیں دیتا۔ نہ دائیں دیکھتا ہے۔ نہ بائیں۔ کیونکہ وہ اس دنیا میں نہیں رہا۔ بلکہ اپنے خدا کے پاس چلا گیا۔ اسی واسطے فرمایا۔ کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ معراج کیا تھا؟ تمہ رسول پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا چھوڑ کر اپنے رب کے پاس عرش بریں پر پہونچ جانا۔ مومن اپنی ہر نماز میں معراج میں ہوتا ہے۔ یعنی خدا کے پاس پہونچ جاتا ہے۔ یہ ایک کیفیت ہے۔ جو اسلام چاہتا ہے۔ کہ ہر نمازی کے اندر قائم ہو جائے:۔

آخری سلام میں حکمت

یہی سبب ہے کہ جب نمازی اپنی نماز ختم کرتا ہے تو وہ دائیں اور بائیں سلام کرتا ہے۔ سلام کون کرتا ہے۔ وہ آدمی جو باہر سے آتا ہے۔ نمازی بھی اپنی نماز میں دنیا چھوڑ کر خدا کے پاس چلا گیا تھا۔ وہاں سے فارغ ہو کر واپس آیا۔ اس واسطے دائیں اور بائیں کہتا ہے السلام علیکم لو ہم واپس آ گئے۔ اب ہم آپ سے بات چیت کر سکتے اور آپ کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں

نماز ایک مشق ہے

غرض اسلامی نماز کا بڑا فلسفہ یہی ہے کہ اس کے ذریعہ انسان دنیوی جھمیلوں سے بالکل فارغ ہو کر اپنے مالک حقیقی کی طرف متوجہ اور اس کی ملاقات حاصل کرنے کی مشق کرتا ہے۔ اور انسان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ وہ اپنے رب کے ساتھ کامل یگانگت پیدا کرے۔ انسان کے واسطے یہ عالم ایک مدرسہ کی طرح ہے۔ بچے کو مدرسہ میں داخل کیا جاتا ہے۔ تو مدرسہ اس کی زندگی کا مدعا نہیں ہوتا۔ بلکہ مدرسہ میں وہ اس واسطے داخل کیا جاتا ہے کہ جوان ہونے تک اپنی زندگی کے مدعا کو حاصل کرنے کی قابلیت پیدا کرے۔ مثلاً ایک لڑکے کو ہم انجنیرنگ کالج میں داخل کرتے ہیں۔ وہاں وہ مکانات کے نقشے بنانا اور اسٹیمیٹ طیار کرنا سیکھتا ہے۔ بڑے بڑے مشکل سوالات اپنی کاپی پر حل کرتا ہے۔ اور عالیشان مکانات کے ڈرائنگ بناتا ہے۔ یہ سب باتیں فرضی ہوتی ہیں۔ نہ وہاں کوئی مکان ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ لیکن چند سال کی اس قسم کی ریاضت اور مشق سے وہ لڑکا اس قابل ہو جاتا ہے۔ کہ بڑے بڑے انجنیروں میں داخل ہو کر فی الواقعہ محلات بنائے اور اپنا کارنامہ شاہِ وقت کے سامنے پیش کر کے اس سے خوشنودی کا پروانہ حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہونے کی ریاضت

اسی طرح مومن جب روزانہ پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہونے کی ریاضت کریگا تو ایک دن آ جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی اسے حاصل ہو۔ اور وہ اپنے رب سے ہمکلام ہو۔ یہ دنیا سکول کی زندگی کی طرح چند روزہ ہے۔ اس کو چھوڑ کر ہم نے کہاں جانا ہے؟ اپنے رب کے پاس انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ کے ہیں۔ اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔ پھر کیوں ابھی سے یہ کوشش نہ کی جائے۔ کہ ہم اس کے حضور میں اسی طرح حاضر ہوتے رہیں۔ جس سے وہ خوش ہو۔ اور ہمیں اس کی رضامندی حاصل ہوتی رہے۔

موت کیوں لازمی امر ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا۔ دیکھو ہر ایک انسان جو دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے واسطے موت لازمی رکھی گئی ہے۔ ہر پیدا ہونے والا آخر اس دنیا کو چھوڑتا ہے۔ اور دوسرے عالم میں چلا جاتا ہے۔ یہ کیوں ہے۔ یہ اس واسطے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر رکھا ہے۔ جس کی شگفتگی دوسرے عالم میں جانے کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کی مثال اس طرح ہے۔ جیسا کہ کسی کے گھر میں ایک لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ اس لڑکی کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ گھر بھر میں وہ سب کو عزیز اور پیاری ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ بالغ ہو جاتی ہے۔ تو ماں باپ کو فکر ہوتی ہے۔ کہ اس لڑکی کو اپنے گھر سے نکالیں۔ اس غرض کے واسطے وہ اپنے پاس سے بہت سامال و متاع بھی دیتے ہیں۔ اور بچشم گریاں اس کو خود ڈولی میں بٹھا کر اپنے گھر سے رخصت کر دیتے ہیں۔ اب کیوں کیا جاتا ہے۔ اس واسطے کہ اس لڑکی میں خدا تعالیٰ نے ایک جوہر رکھ دیا ہے۔ جو شگفتگی حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہ دوسرے کے ہاں نہ جائے۔ ایسا ہی ہر انسان میں ایک جوہر رکھا گیا ہے۔ اور وہ جوہر ہے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہونچنے اور عالم ثانی کے انکشافات کا اور اس کے حصول کے واسطے اس عالم سے قطعی علیحدگی اور بے تعلقی ضروری ہے۔ اس واسطے ہر انسان پر ایک موت لازماً طاری ہوتی ہے۔ وہی موت مومن ایک ادنیٰ دائرے کے اندر نماز میں اپنے پر خود وارد کرتا ہے۔ نماز کیا ہے دنیوی تعلقات پر تھوڑی دیر کے واسطے ایک موت کا وارد کرنا ہے۔ پنجابی میں مثال ہے "منگن گئے سو مر رہے" یعنے مانگنا بھی ایک موت ہے۔ اور دعا بھی مانگنا ہی ہے۔ الدعاء مخ العبادۃ۔ دعا عبادت کا مغز ہے

اپنی زبان میں دعا

نماز کی اس حقیقت کو پانے اور حاصل کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے۔ کہ ہماری نماز جو طریق مسنون کے مطابق عربی زبان میں پڑھی جاتی ہے۔ اس کے معنی اور مطلب سے ہم آگاہ ہوں۔ ہر مسلم کا فرض ہے کہ عربی نماز کے ساتھ اس کے معنی بھی سیکھے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں وہ جو درخواست پیش کر رہا ہو۔ اسے سمجھتا بھی ہو۔ میں اس امر کی بڑے زور سے احمدی احباب کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ نماز کے معنے وہ خود بھی سیکھیں۔ اور اپنی بیوی اور بچوں کو بھی سکھائیں۔ نماز کے ترجمہ کی کتابیں قادیان کے سب کتب فروشوں سے صرف چند پیسوں سے مل سکتی ہیں۔ وہ خرید کر اپنے گھروں میں بڑے التزام کے ساتھ ترجمہ پڑھنے کا رواج دیں۔ اور نماز کے اندر اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگا کریں۔ یہ جائز ہے بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ نماز کے اندر اردو یا پنجابی زبان میں دعا کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ مگر یہ غلط خیال ہے۔ اپنی زبان میں دعا کرنے سے انسان کو اپنے خیالات اور جذبات کے اظہار کا جو موقعہ ملتا ہے۔ وہ دوسری زبان میں نہیں مل سکتا۔ تاوقتیکہ اس پر اچھی طرح قادر نہ ہو۔ اس واسطے بالخصوص جو لوگ عربی نہیں جانتے۔ انہیں چاہیئے کہ عربی کی مسنون عبارتوں کے پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی دعائیں کیا کریں۔ کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے یا رکوع میں یا سجدہ میں ہر حالت میں دعا کی جاتی ہے۔

مانگنے کا طریق

اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگنا چاہیئے جس طرح بیٹا ماں سے مانگتا ہے۔ یا رعیت اپنے حاکم سے مانگتی ہے۔ جس میں بعض دفعہ منت سماجت۔ اور گریہ و زاری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ لوگوں کے سامنے نمازیں روتے نہ تھے۔ اور آپ کی کوئی آواز نماز باجماعت کے وقت سنائی نہ دیتی تھی۔ لیکن اپنی خلوت کی نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور بہت روتے تھے اور بعض دفعہ رات کی نمازوں میں آپ کے رونے کی آواز باہر تک آتی تھی اسی واسطے خلوت کی نمازوں میں حضور علیحدگی پسند کرتے تھے۔ یا تو اکیلے جنگل میں چلے جاتے تھے یا اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے اندر دعا کرتے تھے۔ اور نماز کے دعائیہ کلمات کا بہت تکرار کرتے تھے بالخصوص سورۂ فاتحہ کے الفاظ اھدنا الصراط المستقیم بہت دفعہ بار بار کہتے تھے۔ بعض دفعہ سو بار بلکہ اس سے بھی زیادہ تکرار کرتے تھے۔

روحانی تربیت

نماز انسان کی روحانی تربیت کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ کیونکہ نماز میں مشق نفس کا تعلق براہ راست حضرت باری عزاسمہ سے ہوتا ہے۔ جس کی شناخت ہمارے انسان کی تمام کمزوریوں کو دور کر کے اسے تربیت کے ایک اعلےٰ مقدس مقام پر لا کھڑا کرتی ہے

لفظ صلوٰۃ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ لفظ صلوٰۃ کے متعلق فرمایا صلوٰۃ کا لفظ پُر سوزش پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے۔ ویسی ہی دعا میں پیدا ہونی چاہیے۔ جب ایسی حالت ہو جائے جیسے موت کی حالت ہوتی ہے۔ تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے۔ جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو۔ تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے۔ اور اس کی رضا کو مدنظر رکھتا ہے۔ اور ادب انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ دعا کی حقیقت دعا کی وہ ہے۔ جس کے ذریعہ خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے

نماز میں حضوری

بعض لوگ سوال کرتے ہیں۔ کہ نماز میں حضوری کیسے حاصل ہو۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک فرمان لکھتا ہوں۔ ایک مرتبہ گورداسپور میں غالباً ۱۹۰۲ء میں یا اس کے قریب ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہی سوال کیا تھا۔ تو حضور نے فرمایا۔ حضوری حاصل کرنے کا طریق یہی ہے۔ کہ نماز میں اپنے لئے دعا کرتے رہیں اور سرسری اور بے خیال نماز پر خوش نہ ہوں بلکہ جہاں تک ممکن ہو توجہ سے ادا کریں۔ اور اگر توجہ پیدا نہ ہو۔ تو پنج وقت ہر ایک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں بعد ہر ایک رکعت کے کھڑے ہو کر یہ دعا کریں۔ کہ اے قادر ذوالجلال میں گناہگار ہوں۔ اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے۔ کہ مجھے رقت اور حضورِ نماز حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر۔ اور میرے دل کو نرم کر دے۔ اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے۔ تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر نماز میں حضور میسر آئے۔ اور یہ دعا صرف قیام پر موقوف نہیں۔ بلکہ رکوع میں اور سجود میں اور التحیات کے بعد بھی یہی دعا کریں۔ اور اپنی زبان میں کریں۔ اور اس دعا کے کرنے میں ماندہ نہ ہوں۔ اور تھک نہ جائیں۔ بلکہ پورے صبر اور پوری استقامت سے اس دعا کو پنج وقت کی نمازوں میں اور نیز تہجد کی نماز میں کرتے رہیں اور بہت بہت خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ کیونکہ گناہ کے باعث دل سخت ہو جاتا ہے۔ ایسا کرو گے۔ تو ایک وقت یہ مراد حاصل ہو جائیگی۔ مگر چاہیئے کہ اپنی موت یاد رکھیں۔ آئندہ زندگی کے دن تھوڑے سمجھیں۔ اور موت کے قریب سمجھیں۔ یہی طریق حضور حاصل کرنے کا ہے۔

نماز میں لذت

نماز ہی ہے۔ جو ہمارے اوقات کو محض خدا کی طرف متوجہ ہونے کے سبب تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا میں لگا دیتی ہے۔ اور جب مومن پوری توجہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف جھک کر اور دنیا و مافیہا سے فارغ البال ہو کر ذکر الٰہی میں محو ہو جاتا ہے تب اس وقت اُس پر ایک وقت آتا ہے۔ کہ وہ ایک خاص لذت محسوس کرتا ہے جس سے اس کی آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں۔ اس کے وجود پر ایک سکتہ سا طاری ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار سے اس کا دل بھر جاتا ہے۔ وہ ایک بیخودی کے عالم میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی پر نشہ چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور کامل سکون کا سماں بندھ جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود مومن اور تمام کائنات سارے کا سارا ایک ہی عالم وحدت ہے۔ اور وہ تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کے حضور میں سربسجود سکتہ کے عالم میں گم سم پڑا ہے۔ یہ حالت جب تک رہتی ہے۔ وہ انسان کے واسطے ایک خاص پرلذت زندگی ہوتی ہے۔ اور مومن چاہتا ہے۔ کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے۔ اور کبھی اس سے باہر نہ ہو۔ مگر اس دنیا کے علائق ایسے ہیں۔ کہ انسان ہمیشہ ایک حالت میں نہیں رہ سکتا۔ لیکن پنجوقتہ نماز جو مومن کے واسطے فرض کی گئی ہے۔ وہ اسی واسطے ہے۔ کہ مومن اس روحانی حالت کا رفتہ رفتہ عادی ہو کر بالآخر ہمیشہ کے واسطے اسے حاصل کر لے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُسے ایک ایسا رشتۂ پیوست حاصل ہو۔ جو کبھی منقطع نہ ہو۔ یہاں تک کہ نماز کے باہر بھی وہ اُسی حالت میں ہو۔ اور اس کا چلنا پھرنا۔ اٹھنا۔ بیٹھنا۔ بولنا اور چپ رہنا دیکھنا اور سونگھنا کھانا۔ اور پینا ہر ایک نقل و حرکت محض اللہ کے لئے اور صرف اسی کے لئے ہو جائے۔

اسلامی نماز مصنوعی لذتوں سے پاک

اسلامی نماز اور دیگر مذاہب کی نمازوں میں ایک بڑا فرق یہ بھی ہے۔ کہ اسلامی عبادت گاہیں مصنوعی لذات کے ہتھیاروں سے پاک رکھی جاتی ہیں۔ نہ ان میں باجے ہوتے ہیں۔ نہ سارنگیاں۔ نہ طبلے نہ پیانو۔ اور نہ کسی قسم کا سرود و غنا کا سامان بہم پہنچایا جاتا ہے۔ نہ کسی کی تصویر۔ نہ ہی کابت۔ نہ کھڑکیوں اور دیواروں پر ایسے نقش و نگار جو انسان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچیں۔ کیونکہ ان مصنوعی اشیاء کی لذتیں عارضی ہوتی ہیں۔ حقیقی لذت وہی ہے جس سے پورے طور پر اطمینان قلب حاصل ہو۔ اور اطمینانِ قلب بجز ذکر الٰہی حاصل ہو نہیں سکتا۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ خبردار صرف ذکر الٰہی ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے دل کو اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔

اس جگہ اس بات کا ظاہر کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ کہ بعض لوگ سوال کرتے ہیں۔ کہ جس سرور اور لذت کا ذکر آپ کرتے ہیں۔ ہمیں وہ حاصل نہ ہو۔ تو ہم پھر کیا کریں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اوقات سب پر آتے ہیں۔ مگر جو اصحاب صبر اور استقلال کے ساتھ ایک کام کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ ان کے واسطے بالآخر کامیابی کا وقت آ ہی جاتا ہے اور اس کے متعلق میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذاتی تجربہ آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں حضور نے فرمایا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا۔ کہ ہم نماز پڑھنے لگے۔ تو نماز میں کچھ لذت نہ آئے نہ رقت پیدا ہو۔ نہ دل میں کافی رجوع ہو اس حالت سے گھبرا کر ہم لکڑی ہاتھ میں لے کر جنگل کو چل پڑے۔ کہ شائد جنگل کی علیحدگی اور خاموشی حالت کو درست کر دے جب ہم بازار میں سے گزر رہے تھے۔ تو دو سکھ آمنے سامنے دو دکانوں پر بیٹھے تھے۔ ایک نے دوسرے کو آواز دیکر کہا۔ سنگھ جی بھلا یہ تو بتلاؤ۔ کہ اگر ہم ایک گلاس شراب کا پئیں اور نشہ نہ آئے۔ تو پھر کیا کریں۔ اس نے جواب دیا۔ ایک اور پی لیں۔ نشہ آ ہی جائے گا۔ اس نے کہا۔ اچھا اگر دوسرا گلاس پینے سے بھی نشہ نہ آئے تو پھر کیا کریں۔ دوسرے نے جواب دیا۔ کہ دو سے نشہ نہ آئے تو تیسرا پی لو۔ نشہ آ ہی جائے گا۔ جب میں نے ان سکھوں کی یہ باتیں سنیں۔ تو میں سمجھ گیا۔ کہ یہ گفتگو دراصل میرے لئے ہو رہی ہے۔ اگر دو رکعت نماز پڑھنے سے رقت طاری نہ ہو تو دو اور پڑھو۔ پھر بھی نہ آئے۔ تو دو اور پڑھو۔ بس میں مکان پر واپس چلا آیا۔ اور اسی طرح کیا۔ آخر رقت طاری ہو گئی۔ غرض نماز سے بے ذوقی کا علاج بھی نماز ہی ہے۔ اپنے ذہن اور تمام طاقتوں کا رجحان انسان اللہ تعالیٰ کی طرف کرتا اور خلوص اور جوش کے ساتھ اس میں استقامت دکھاتا ہے۔ تو آخر ذوق و لذت پیدا ہو ہی جاتے ہیں اسی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

از دعا کن چارہ آزار انکار دعا
چوں علاج مے زمے وقتِ خمار و التہاب

فلسفۂ وضو

اسلام نے نماز سے قبل وضو کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ ہاتھ منہ پاؤں وغیرہ کا دھونا۔ اس میں ظاہری صفائی بھی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی باطنی صفائی کی طرف راہنمائی اور طیاری ہوتی ہے۔ انسان جیسا ہاتھ منہ وغیرہ دھوتا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے حضور میں ان گناہوں سے معافی چاہتا ہے۔ جو ہاتھوں سے زبان سے۔ آنکھوں سے پاؤں سے۔ یا دوسرے اعضاء سے اُس نے کئے۔ اور آئندہ کے لئے سچی توبہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور اقرار کرتا ہے۔ کہ وہ پھر ایسے گناہوں کا مرتکب نہ ہو گا۔ اور اس طرح ظاہری اور باطنی صفائی حاصل کر کے اور اپنی نیت کو خالص اور پاک کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں نماز کے اندر حاضر ہوتا ہے۔

ختم قرآن پر شکر رحمٰن

شیخ نور حسین صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کمالیہ ضلع لائل پور کی صاحبزادی نصرت سلطانہ نے ۶½ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم ختم کیا ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے اس خوشی کے اظہار میں علاوہ مقامی طور پر مٹھائی تقسیم کرنے کے مرکز میں یتامیٰ کے لئے دس روپے بھیجے ہیں۔ اور ان کی خواہش کے مطابق یتامیٰ کو مٹھائی کھلا دی گئی ہے۔ دعا ہے کہ عزیزہ کو اللہ تعالیٰ دینی و دنیوی علوم سے بہرہ ور فرمائے۔ اور اس کے استاد پر بھی فضل و رحمت نازل کرے۔

(ناظر ضیافت قادیان)

انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے۔ "ویل بی گن از ہاف ڈن" Well begun is half done. کسی کام کو عمدگی سے شروع کرنے میں ہی وہ نصف کام پورا ہو جاتا ہے۔ وضو طہارت ظاہری کی صورت میں طہارت باطنی کا پیش خیمہ ہے اور اپنے بعد میں آنے والے عظیم الشان عمل یعنی نماز کا مقدمہ ہے اس واسطے وضو کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین یا اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو تیری طرف خالص رجوع کرنے والے اور اپنے گناہوں کو چھوڑ کر تیری طرف پھرنے والے ہیں۔ یا اللہ تو مجھے پاک رہنے والوں کی جماعت میں شامل کر۔ طہارت ظاہری اور باطنی کے ذکر میں۔ امام غزالی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان ہے کہ سب سے اہم اور اعظم طہارت یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو پاک کرے۔ اور تمام بری خواہشوں اور بے ہودہ رغبتوں کو اپنے دل سے نکال دے۔ اور تمام گندہ اور مذموم خیالات کو اور ان نقصوں کو اپنے نفس سے دفع کرے جو انسان کے دل کو خدا کی یاد سے باز رکھتے ہیں

ہاتھ منہ دھونے میں راز

ہاتھ۔ منہ۔ بازو۔ پاؤں دھونے میں یہ راز ہے کہ یہی اعضا ہیں جو عموماً کھلے رہتے ہیں۔ اور دن بھر گرد و غبار اور میل کچیل ان پر جمع ہوتی رہتی ہے۔ ان کے دھو لینے سے گویا سارا بدن دھو دیا جاتا ہے۔ آدمی کو تازگی اور فرحت حاصل ہوتی ہے۔ تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی بعض متعفن ہوائیں گیسیں اور بو۔ ناک منہ اور آنکھ اور ناک اور کان کے ذریعہ سے بدن کے اندر داخل ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے دور کرنے کے واسطے ان عضو کو دھوتے اور صاف کرتے رہنا انسان کی صحت ظاہری اور باطنی کے واسطے بہت مفید ہے۔ دانتوں کی صفائی جو مسواک کے ذریعہ ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص ہمیشہ مسواک کرتا رہے۔ تو پائی اوریا کا خوفناک مرض جس کے ذریعہ سے زہریلا مواد خون کے اندر مل کر قسما قسم کی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ اس سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ پھر ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے۔ انگریزی میں ضرب المثل ہے۔

Sound mind in a sound body

جسم تندرست اور مضبوط ہو۔ تو دل بھی تندرست اور مضبوط ہوتا ہے۔ اسلام ظاہر سے باطن کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ وضو میں بظاہر بعض اعضا دھوئے جاتے ہیں۔ تاکہ ظاہری میل کچیل سے انسان پاک ہو جائے۔ لیکن اصل مقصد یہ ہے کہ انسان باطنی پاکیزگی اور صفائی حاصل کرے۔ یہاں تک کہ اس کا دل پاک و صاف ہو کر مورد فیوض الہیہ بن جائے روحانی پاکیزگی اور طہارت حاصل نہ ہو تو صرف ظاہری پاکیزگی کچھ چیز نہیں۔ اسی واسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ؎

جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھوئے وہی ہے پاک نزد کردگار

ارکان نماز

نماز میں کھڑا ہونا۔ رکوع کرنا۔ سجدہ کرنا اور بیٹھنا ہوتا ہے۔ یہی چار حالتیں ہیں۔ جو انسان کسی عظیم الشان حاکم یا قابل عزت انسان کے سامنے اس کی عزت و عظمت کے اظہار میں اس کے روبرو ظاہر کر سکتا ہے۔ سو نماز میں انسان ہر ایک طریق سے اللہ تعالے کے حضور میں اپنی عاجزی اور خدمت کے واسطے حاضری اور بندگی اور اپنی غلامی اور عبودیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ارکان نماز میں نیاز مندی کے وہ تمام آداب شامل ہیں جو ذو الجلال معبود حقیقی کے عرش عظیم کے سامنے قوائے انسانی میں پیدا ہونے ممکن ہیں وہ خاص حمد و مناجات کی مسنون دعائیں اور اس مجموعی نماز کے اجزا۔ قومہ۔ رکوع۔ سجود۔ جلسہ انسانی عبادت کو ایسے اعلیٰ مقامات پر پہنچاتے ہیں جس کی نظیر اور کسی مذہب کے طریق عبادت میں نہیں پائی جاتی۔

الغرض اسلامی نماز اللہ تعالے کے آگے کامل انکسار اور انتہائی تذلل کے تمام طریقوں کو اپنے اندر جمع کرتی ہے بعض قوموں میں تعظیم کا طریق یہ ہے۔ کہ بادشاہوں اور راجاؤں اور بزرگوں کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو جائیں بعض کے نزدیک جھک کر آداب عرض کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک زانو سے ادب تہہ کرنا ضروری ہے اور بعض کے نزدیک سر سجدے میں رکھ دینا انکسار حقیقی کا مظہر ہے۔ اسلام نے ان تمام باتوں کو نماز میں جمع کر دیا ہے۔ نماز میں انسان اپنا سر اور منہ اللہ تعالے کے آگے زمین پر رکھ دیتا ہے۔ کیونکہ یہ تذلل اور خاکساری کا انتہائی مظاہرہ ہے۔ آیت شریفہ واسجد واقترب بھی بتلاتی ہے۔ کہ سجدہ سے قرب الہی جلد حاصل ہو جاتا ہے۔

قمری مہینوں کا فلسفہ

اسلام نے عبادت روزہ و حج کو قمری حساب پر رکھا ہے۔ شمسی حساب پر نہیں رکھا۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالے کی عبادت ہر موسم میں کرنے کا ثواب حاصل ہو جائے۔ اور کوئی مہینہ یہ کہہ نہ سکے کہ مجھ میں مسلمانوں نے خدا تعالے کی عبادت نہ کی۔ اگر یہ عبادات شمسی حساب پر ہوتیں تو جس ماہ میں ایک دفعہ روزے مقرر ہو جاتے ہمیشہ اسی ماہ میں آیا کرتے۔ یا ہمیشہ گرمی میں ہوتے۔ یا ہمیشہ سردی میں آتے اب گرمی اور سردی ہر دو اور خزاں ہر موسم میں مومنوں کو روزہ رکھنے اور قرآن شریف پڑھنے اور سننے اور خاص دعائیں کرنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔

قبلہ

نماز میں ضروری ہے۔ کہ انسان کسی نہ کسی طرف منہ کر کے دعا کرے۔ اسلام نے تمام نمازیوں کو متحد کرنے کے واسطے بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا جو اللہ تعالے کی عبادت کا پہلا گھر ہے اور جہاں تمام رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے تبلیغ رسالت کا کام شروع کیا۔ اور جہاں سے ابتدا توحید کا نعرہ بلند ہوا۔ جس سے دنیا بھر کے مذاہب غافل ہو رہے تھے۔ اس ایک ہی مرکز کی طرف متحدانہ طریق پر منہ کرنے سے اہل اسلام نے کمپاس کے تمام زاویوں کو اللہ تعالے کی عبادت سے گھیر لیا ہے۔ اگر اس طرح سے ایک مرکز قبلہ کے واسطے مقرر نہ ہوتا۔ تو ممکن تھا۔ کہ کوئی ایک آدھ سمت عبادت سے خالی رہ جاتی۔ مگر اب کوئی سمت خالی نہیں رہی۔ کچھ مسلمان مغرب کی سمت منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں اور کچھ مشرق کی طرف اور کچھ شمال کی طرف اور کچھ جنوب کی طرف۔ اور کچھ تھوڑا شمال اور زیادہ مشرق کو منہ کئے ہوئے ہیں اور کچھ تھوڑا مشرق اور زیادہ جنوب کو منہ کئے ہوئے ہیں غرض پرکار کا کوئی کونہ اور گوشہ خالی نہیں رہا۔ اس بات سے کہ مسلمان ادھر منہ کر کے اللہ تعالے کی عبادت میں مصروف نہ ہو۔

احباب سے درخواست دعا

میرے داہنے گھٹنے میں دو سال سے بیشتر ایک لاعلاج مرض تھا۔ ڈاکٹروں نے کٹوانا تجویز کیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بھی اجازت دے دی۔ لیکن میں نے شدت تکلیف کی حالت میں حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ چونکہ حضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و احسان کی نظیر ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے معجزانہ رنگ میں بعض لاعلاج مریضوں کو شفا حاصل ہوئی ہے۔ آپ میری صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ اس کے بعد کسی دوا اور دارو سے بلکہ محض حضور کی دعا سے بفضلہ تعالیٰ شفا ہوئی۔ مجھے اب میری ایک غلطی کی وجہ سے پھر تکلیف عود کر آئی۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ حضور سے ملتجی ہوں۔

خاکسار .... از لکھنؤ

صدر احرار کی عاجزانہ درخواستِ معافی کو آریوں نے ٹھکرا دیا

پچھلے دنوں صدر احرار مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر بانیٔ آریہ سماج کے خلاف درشت کلامی کی۔ اس پر آریہ اخبارات خاص کر "ملاپ" نے ان کی وہ خبر لی۔ کہ چیخ اٹھے۔ اور معافی مانگنے لگ گئے۔ اسی سلسلہ میں مولوی حبیب الرحمٰن نے یہ بھی لکھا۔ کہ جو الفاظ ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ وہ انہوں نے نہیں کہے۔ بلکہ کسی احمدی نے گھڑ کر ان کی طرف منسوب کر دیے ہیں۔ اور چونکہ مسلمان اخبارات میں اب احرار کے خلاف احمدی پراپیگنڈا نہیں کر سکتے۔ اس لئے آریہ اخبارات میں انہوں نے یہ جدوجہد شروع کی ہے۔ اگرچہ اس بے ہودہ گوئی کی تردید خود آریہ اخبارات نہایت زور کے ساتھ کر چکے ہیں لیکن اخبار "زمیندار" نے جو رائے زنی کی ہے۔ وہ اس لئے خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ کہ احمدیت سے اس کی عداوت اور احرار کی حمایت ایک عام بات ہے۔ مگر باوجود اس کے وہ صدر احرار کے شرمناک رویہ کو منظر عام پر لانے سے نہیں رک سکا۔ چنانچہ لکھتا ہے:

مجلس احرار کے صدر محترم ان روایتی عاقلوں کی صف اول میں ہیں جو ہر کام کرتے وقت "باز آید پشیمانی" کو مدنظر نہیں رکھتے۔ آپ کے دماغ میں کچھ ہوتا ہے اور زبان پر کچھ آجاتا ہے۔ اس اختلاف کا نتیجہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ خیال دماغ ہی میں سر پیٹتے رہ جاتے ہیں۔ اور زبان من مانی باتیں کر جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے چونڈہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"سوامی دیانند گورنمنٹ کے پٹھو تھے اور وہ ہندوستان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ گئے ہیں۔"

ادھر یہ الفاظ مولوی صاحب کی زبان سے نکلے۔ ادھر ہندو اخبارات نے چلانا شروع کر دیا۔ کہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بکواس کر رہے ہیں۔"

"ملاپ" نے تو ان تمام روابط کو پس پشت ڈال دیا جو مسجد شہید گنج کے انہدام کے بعد آریہ سماج اور احرار کے مابین نظریہ و رائے کے اشتراک کا موجب ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ اخبار اپنی اشاعت ۱۳ نومبر میں "مولانا حبیب الرحمٰن کی بکواس" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ

اگر ان کی زبان سے مذکورہ کلمے نکلے ہیں تو ہم ان کی اس دریدہ دہنی کو بکواس کا نام دینے پر مجبور ہو سکتے ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن کے متعلق سنا گیا تھا۔ کہ آپ بڑے آزاد خیال مسلمان ہیں اور لدھیانہ میں عام طور پر آریہ سماجی ہندوؤں کی شہ پر آپ بہت سے کام کرتے ہیں۔

مولانا حبیب الرحمٰن نے سوامی جی کے متعلق بکواس کی یا "دریدہ دہنی" کا ثبوت دیا ہمیں اس سے بحث نہیں کیونکہ مولوی مظہر علی صاحب جب سے منڈر دلبا کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ آریہ سماج اور احرار بلحاظ مقصد "من تو شدم تو من شدی" کے اصول پر ماو شما کے تفرقہ سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ جن میں ہماری مداخلت مجرمانہ اقدام کے مرادف ہوگی۔ البتہ مہاشہ خوش ند کے اس انکشاف نے ہمیں حیران کر دیا ہے کہ

"مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانہ میں عام طور پر آریہ سماجی ہندوؤں کی شہ پر ہی بہت سے کام کرتے ہیں۔"

اس انکشاف سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب صرف مسجد شہید گنج کی تحریک میں مسلمانوں سے کٹ کر اغیار سے نہیں جڑے۔ بلکہ یہ احراری تتلی ہمیشہ سے لدھیانہ کی آریہ سماج کے تار خواہش پر رقص قیادت کرتی ہے۔ اور اس سلسلے میں "ملاپ" کی کم حوصلگی اور احسان ناشناسی بھی قابل مذمت ہے۔ جس نے ذرا سی شکر رنجی پر راز کی باتیں بھی بزم عام میں کہہ دیں۔ اب مولوی صاحب کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ یہ آریہ سماجی حسین کسی ایسے عاشق کے ساتھ بھی وفا نہیں کرتے جس کی عاشقی اس شاعرانہ اصول کے ماتحت ہو۔

دیں کیا ہے بلکہ دیکھئے ایمان بھی نہیں

زاہد یہ بت خدا کی قسم ایسے شخص ہیں

خیر یہ تو ہیں حسن و عشق کی باتیں۔ اب مولوی صاحب کی حالت دیکھئے۔ انہوں نے جب "پرتاپ" و "ملاپ" کی زہریلی تحریریں پڑھیں تو مارے ڈر کے لیڈری کی چادر تک لپیٹنے پر مجبور ہو گئے۔ اور آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جھٹ مہاشہ کرشن کو ایک طویل گرامی نامہ ارسال کر دیا۔ جس میں منت سماجت کی صورت میں سجدہ سہو کی رسم ادا کی گئی اور بتایا گیا۔ کہ میں اپنی تقریر میں سوامی دیانند کو سرکار کا پٹھو نہیں کہہ سکتا۔ میرے خلاف یہ پروپیگنڈا میرزائیوں نے کیا ہوگا۔

آریہ سماجی بھی بری بلا ہیں انہوں نے اس دروغ مصلحت آمیز کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ بیچارے احرار کو ہر موقع پر میرزائی ہی بدنام کرتے ہیں ورنہ یہ مقدسین تو اتنے معصوم ہیں کہ ان کے دامن عصمت پر آریہ سماجیوں کو آرتی کا فرض ادا کرنا چاہیئے۔ لیکن بدقسمتی سے جن لوگوں کو مولوی صاحب میرزائی ظاہر کرتے ہیں وہ حقیقت میں اس جماعت کے رکن نکلے جن کی شہ پر آپ لدھیانہ میں تمام کام کیا کرتے تھے۔

چنانچہ "ملاپ" کی ۳۰ نومبر کی اشاعت میں نند لال اپ پردھان آریہ سماج چونڈہ۔ گوپال داس آریہ سماج چونڈہ، وزیر چند، اکلومت رام، گردھاری لال، ٹھاکر داس، اور کرشن کمار وغیرہ کی طرف سے ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن کا بیان جھوٹ پر مبنی ہے۔ انہوں نے دانتی چونڈہ کی تقریر میں کہا تھا کہ سوامی دیانند گورنمنٹ کے پٹھو تھے اور انہوں نے ہندوستان کی غلامی کی زنجیریں مضبوط کیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سوامی دیانند کے متعلق گستاخی کرنے کا الزام میرزائیوں نے مولوی صاحب پر تھوپ دیا تھا۔ تو آپ بتائیں گے۔ کہ یہ "نند لال اور گردھاری لال" مرزائی قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یا "لاہوری ٹولی" کے رکن ہیں۔ اگر نند لال گردھاری لال میرزائی نہیں۔ بلکہ آریہ سماجی ہیں۔ تو مولوی صاحب کو ان کے مقابلہ میں ان آریہ سماجیوں کو لانا چاہیئے۔ جن کی شہ پر آپ لدھیانہ میں بہت بڑے کام کرتے رہتے ہیں۔

کاش مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اس عاجزانہ معافی کا بچا سوال حصہ ہی اس ناروا رویہ کی تلافی کے لئے وقف کر دیں۔ جو آپ کی جماعت نے مسجد شہید گنج کے متعلق اختیار کر رکھا ہے۔ تو مسلمانوں کے بگڑے ہوئے کام سنور جائیں لیکن بدقسمتی سے وہ مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں کی خوشنودی ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن ہندو ہیں کہ ان کی عاجزانہ معذرت کو بھی پائے حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں۔ اور اس ناکامی پر مولوی صاحب ہیں کہ چلائے جا رہے ہیں کہ ؎

یہ جانتا تو پھر نہ لٹاتا گھر کو میں

ایک مجنون کے متعلق اعلان

معلوم ہوا ہے۔ کہ مہر الدین قاضی گر نام کا ایک مجنون بعض احباب کو خطوط لکھتا رہتا ہے۔ شاید بعض احباب کو معلوم نہ ہو۔ اس کو کچھ عرصہ سے دماغی عارضہ لاحق ہے۔ جس کے زیر اثر طرح طرح کے خارجی کے خطوط بھیجتا رہتا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

میانی (شاہ پور) میں آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں میں مناظرہ

میانی - ۱۵-۱۶ دسمبر ۱۹۳۶ء کو آریہ اور سناتنیوں کے مابین مورتی پوجا و شرادھ کے موضوعات پر علی الترتیب دو دن یکے بعد دیگرے مناظرہ ہوا۔ سناتنیوں کی طرف سے دو پنڈت دو دان برتی ندھی سناتن دھرم سبھا لاہور کے زیر اہتمام بلوائے گئے تھے۔ ہر دو نے آریہ سماجی پنڈتوں سے مندرجہ صدر موضوعات پر شاستر ارتھ کیا۔

آریوں نے پہلے دن جس پنڈت کو اپنی طرف سے سناتنی پنڈت کے مقابلہ میں کھڑا کیا۔ اس نے اپنی ابتدائی تقریر میں "مورتی پوجا" کا کھنڈن کیا اور اس کے نقصانات پبلک پر واضح کرتے ہوئے ہندوؤں کی مذہبی کتب سے یہ ثابت کیا کہ "مورتی پوجا" کرنے والا گدھا ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں سناتنی پنڈت نے جو تقریر کی۔ اس میں بیان کیا۔ کہ اگر مورتی پوجا کرنیوالا گدھا ہوتا ہے۔ تو بانی آریہ سماج کا باپ اپنی تمام زندگی میں مورتی پوجا کرتا رہا۔ اور خود بانی آریہ سماج نے بھی اپنی عمر کا کافی حصہ مورتی پوجا پر صرف کیا۔ اس لحاظ سے ان کو کیا کہا جائیگا۔ اسی طرح سناتنی پنڈت نے بانی آریہ سماج کی کتاب سری دیا نند ک… ک… تر… سے سوامی جی کی یہ تعلیم پیش کی۔ کہ جب بچے کی جھنڈ اتاری جائے تو اس وقت "استرے" کو ہاتھ جوڑ کر کہا جائے۔ کہ اے استرے تجھے نمسکار۔

اس کے علاوہ سناتنی مناظر نے آریہ سماجی مناظر کی تردید میں ستیارتھ پرکاش سے اور بہت سے حوالجات پیش کئے۔ جو بت پرستی ہ… متر… تھے۔ اس سے سامعین پر واضح ہو گیا۔ کہ آریہ سماجیوں میں بت پرستی کی تعلیم اسی طرح موجود ہے۔ جس طرح سناتنیوں میں غرضیکہ پہلے دن کے مناظرہ میں آریوں کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی۔ اس روز کی خفت اور ہزیمت کو محسوس کرتے ہوئے آریہ سماجیوں نے تار کے ذریعہ دوسرے دن کے مناظرہ کے لئے لاہور سے ایک اور پنڈت منگوایا۔ مگر دوسرے دن کے مناظرہ میں

بقیہ صفحہ
پہلے دن سے بھی زیادہ ان کو ندامت اور ہزیمت اٹھانی پڑی۔

دوسرے روز سناتنی پنڈت نے اپنی ابتدائی تقریر میں "شرادھ" کے متعلق اپنی مذہبی کتب سے ثابت کیا۔ کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کی روح کو آرام پہنچانے کی غرض سے برہمنوں کو کھلانا پلانا جائز ہی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں سناتنی مناظر نے بانی آریہ سماج کی تعلیم سے بھی بعض امور پیش کئے۔ سناتنی مناظر کے پیش کردہ دلائل کی تردید میں آریہ سماجی مناظر نے بجائے کسی معقول دلیل دینے کے یہ کہدیا کہ اگر شرادھ "مردہ کی روح کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ تو منوسمرتی میں لکھا ہے۔ کہ گائے کا گوشت بھی شرادھ میں برہمنوں کو کھلانا چاہیئے"۔ آریہ پنڈت کا یہ کہنا تھا۔ کہ تمام مجمع میں شور پڑ گیا اور خطرہ تھا کہ فساد ہو جاتا۔ مگر چونکہ امن کی ذمہ داری سناتنیوں نے لی ہوئی تھی۔ اس لئے سناتنیوں کے پردھان نے مشکل سے ان کو خاموش کرایا۔ اس کے بعد سناتنی پنڈت نے کھڑے ہو کر آریہ پنڈت سے منوسمرتی کا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور۔ ۳۰ دسمبر۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ حکومت نے پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے انتخابات سے متعلق مختلف حلقہ ہائے انتخاب کے پولنگ پروگرام مرتب کر دیا ہے۔ جو جنوری کے پہلے ہفتہ میں شائع کر دیا جائیگا۔ سرکاری اعلان میں مندرج ہے کہ ۱۸ جنوری کا دن پولنگ کے آغاز کے لئے منتخب کیا جا چکا ہے۔ تمام صوبے میں تین ہزار سے زائد پولنگ سٹیشن قائم کئے جا رہے ہیں۔

نئی دہلی۔ ۳۰ دسمبر۔ وادی خیسورہ میں آزاد قبائل اور انگریزی فوج کے درمیان اس وقت تک جتنے معرکے ہوئے ہیں۔ ان میں ۲۱ دسمبر کی نصف شب تک گولہ باری اور دیگر حملوں سے قبائلی لشکر کے ۲۶ اشخاص ہلاک اور ۲۹ مجروح ہوئے ۲۲ دسمبر سے ۲۸ دسمبر تک وادی خیسورہ میں صورت حالات پرسکون رہی۔ ۲۹ اور ۳۰ دسمبر کی درمیانی شب کو ایک شبخون کے دوران میں ایک برطانی افسر اور ایک ہندوستانی افسر زخمی ہوئے۔

لنڈن۔ ۳۰ دسمبر۔ کل میڈرڈ کے نواح میں حکومت ہسپانیہ اور باغیوں کی افواج میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ حکومت ہسپانیہ کا بیان ہے۔ کہ اس جنگ میں حکومت کی افواج کو زبردست فتح حاصل ہوئی ہے۔ اور باغی فوجوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور ان کی پانچ مسلح کاریں حکومت کی فوج کے ہاتھ میں آئی ہے

لاہور۔ ۳۰ دسمبر۔ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ سکندر آباد نے اطلاع دی ہے کہ نظام ریلوے پر دو سٹیشنوں کے درمیان ایک گاڑی پٹڑی سے اتر گئی۔ اس حادثہ میں ۴ اشخاص ہلاک اور ۸ مجروح ہوئے۔ تاحال حادثے کا سبب معلوم نہیں ہو سکا۔

عدن۔ ۳۰ دسمبر۔ عدن سے ایک سرکاری بیان شائع ہوا ہے۔ کہ عدن کی پولیس نے ایک ایسے فرانسیسی کو گرفتار کیا ہے۔ جو ہندوستانی لباس میں یمن اور عدن کی سرحد کو بلا اجازت عبور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اطالویوں کی ایک جماعت ساحل حضرموت پر بذریعہ کشتی پہنچی تھی۔ جو عدن کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ ان اطالویوں نے ایک وسیع ساحلی خطہ خریدنے کے لئے ساحل پر مقیم بدوؤں کو ۲۰ ہزار فرانک پیش کئے۔ لیکن بدوؤں نے انکار کر دیا۔

لاہور۔ ۳۰ دسمبر۔ پنڈت جواہر لال نہرو۔ مسز سروجنی نیڈو اور پنڈت گووند بلبھ پنت انتخابات کے سلسلے میں پنجاب کے کانگرسی امیدواروں کی امداد کے لئے آ رہے ہیں۔ یہ کانگرسی لیڈر سارے پنجاب کا دورہ کریں گے۔

برلن۔ ۳۰ دسمبر۔ برطانیہ اور فرانس کے مندوبین نے ہسپانیہ میں عدم مداخلت کے بارے میں جو یادداشت حکومت جرمنی کو بھیجی تھی۔ اس کے متعلق سرکاری طور پر جو تبصرہ کیا گیا ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک سفارتی اور سیاسی نوٹ تھا۔ جسے غلط طور پر حکومت کو دیا گیا

لنڈن۔ ۳۰ دسمبر۔ امریکہ کی ایک طیارہ ساز کمپنی کو حکومت ہسپانیہ کے لئے طیارے بہم پہنچانے کا لائسنس دیا گیا ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس لائسنس کے ذریعہ ۵ لاکھ پونڈ کے طیارے ہسپانیہ میں بھیجے جائینگے۔ اگرچہ حکومت امریکہ نے اس وقت تک غیر جانبداری کے قانون کے ماتحت ہسپانیہ کے لئے اسلحہ کی ترسیل ممنوع قرار دے رکھی ہے۔ مگر وزارت خارجہ امریکہ کا بیان ہے کہ غیر جانبداری کے ایکٹ کے ماتحت اس لائسنس کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔

برلن۔ ۳۰ دسمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جرمن جہاز "پالوس" کی ضبطی کا عقدہ صلح و صفائی سے حل ہو جائے گا ایک جرمن جنگی جہاز کے مطالبہ پر ضبط شدہ جہاز کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور اب وہ جہاز باقاعدہ سمندر میں سفر کر رہا ہے۔

احمد آباد۔ ۳۰ دسمبر احمد آباد کے ایک کارخانہ میں مزدوروں نے ۸۰ دن کے بعد ہڑتال ختم کر دی ہے۔ ان مزدوروں نے اجرتوں میں تخفیف کے خلاف بطور احتجاج ہڑتال کی تھی۔ اور کارخانہ داروں اور مزدوروں کی ایسوسی ایشنوں نے اس مسئلہ کو ثالثوں کے سپرد کر دیا تھا۔ ثالث ابھی تک تصفیہ کرانے کی جد وجہد کر رہے تھے۔ کہ مالکان کارخانہ نے خود ہی مزدوروں سے تصفیہ کر کے انہیں پہلی اجرتوں پر کام پر لگا لیا۔

امرتسر۔ ۳۰ دسمبر۔ آج کٹڑہ کرم سنگھ میں ایک مسلمان نوجوان نے ایک معمر سکھ کو قتل کر دیا۔ جو سکھوں کے ایک جلوس میں شامل تھا۔ حملہ آور کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۳۰ دسمبر۔ حکومت ہند کے حکم سے ۲۸ دسمبر کو توری خیل پٹھانوں کا ایک جرگہ طلب کیا گیا۔ جرگہ کے ساتھ وزیرستان کی انگریزی فوج کے جنرل آفیسر کمانڈنگ نے گفتگو کی۔ اور امن کی خواہش ظاہر کی۔ ریذیڈنٹ نے بھی امن کا مطالبہ کیا۔ اور کہا کہ اگر قبائل امن چاہتے ہیں تو وہ تمام قبائل کا ایک نمائندہ جرگہ منعقد کریں۔ اور اپنے منشا کی صحت کی ضمانت میں ۱۰۰ جنگی قیدی اور ۱۰۰ رائفلیں ساتھ لائیں۔ جرگہ کو یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنے علاقہ سے غیر علاقہ کے باغیوں اور اپنے باغیوں کو بھی نکال دیں شرائط پوری کرنے کے لئے ایک ہفتہ کی مہلت دی گئی ہے۔ جس کے دوران میں تعزیری کارروائی ملتوی کر دی جائے گی۔

ویٹیکن شہر۔ ۳۰ دسمبر گذشتہ شب پاپائے روم کی حالت زیادہ تشویشناک ہو گئی۔ اور بائیں ٹانگ میں درد بڑھ گیا ہے۔ یہ حالت زیادہ خطرناک تصور کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صد درجہ تشویش کے ساتھ دل کی حالت کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

نانکنگ۔ ۳۰ دسمبر۔ جنرل چیانگ کے شک جسے سیانفو کے باغیوں نے قید کر لیا تھا۔ رہا ہونے کے بعد اب وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھال لیگا۔ سرکاری طور پر اس افواہ کی تردید کی گئی ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں گے۔

وارسا۔ ۳۰ دسمبر۔ پولینڈ کا ایک بہت بڑا طیارہ جو مسافروں کو لئے جا رہا تھا۔ پروں پر برف جم جانے کی وجہ سے گر کر پاش پاش ہو گیا۔ مسافروں میں سے چار ہلاک اور تین شدید طور پر زخمی ہو گئے

برلن۔ ۳۰ دسمبر روس اور جرمنی کے مابین سابقہ تجارتی اور اقتصادی معاہدہ مزید ایک سال کے لئے بڑھا دیا گیا ہے۔

برلن۔ ۳۰ دسمبر جرمنی میں سڑکوں کے حادثات کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر روز ۲۳ اشخاص ہلاک اور ۷۶۴ مجروح ہوتے ہیں۔ یکم اکتوبر ۱۹۳۵ء سے ۳۰ ستمبر ۱۹۳۶ء تک ۲۶۳۰۰۰ حادثات ہوئے ہیں جن میں ۸۳۹۵ آدمی ہلاک اور ۱۷۰۴۶۰ زخمی ہوئے۔

لنڈن۔ ۳۰ دسمبر انگلستان کے جرنلسٹ اور ناولسٹ مسٹر اے۔ جی ہیلز انتقال کر گئے ہیں۔

لنڈن۔ ۳۰ دسمبر۔ اشبیلیہ کے ایک پیغام سے معلوم ہوتا ہے کہ باغی فوج کے ایک دستہ نے ٹالرل کے محاذ پر پانچ روسی ٹینکوں پر قبضہ کر لیا ہے اس وقت تک باغی افواج ۴۹ روسی ٹینکوں پر قابض ہو چکی ہیں۔

اویلا (ہسپانیہ) ۲۹ دسمبر ہسپانیہ کے لاٹ پادری نے اعلان کیا ہے کہ ہسپانیہ میں خانہ جنگی کے آغاز سے لیکر اس وقت تک ۳۵۰۰۰ پادری ۱۲ ابشپ اور ۵ ہزار عیسائی [illegible] ہلاک ہو چکے ہیں۔

امرتسر۔ ۳۰ دسمبر گیہوں حاضر ۳ روپے ۲ آنے سے ۳ روپے ۴ آنے تک نخود حاضر ۲ روپے ۳ آنے ۳ پائی۔ کھانڈ ۷ روپے سے ۸ روپے ۴ آنے تک کپاس ۶ روپے ۲ آنے روئی ۱۵ روپے ۹ آنے [illegible] دیسی ۵ روپے ۳ آنے اور [illegible] دیسی ۵ روپے ۲ آنے سے

لنڈن (بذریعہ ڈاک) جرمنی کے ایک نامہ نگار نے اخبار ٹائمز کو [illegible]

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان دارالامان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی